جس ملک میں انشورنس لازمی ہو، وہاں انشورنس کروانے کا حکم؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-487

تاریخ اجراء: 18 محرم الحرام 1446ھ / 25 جولائی 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میں جس ملک میں رہتا ہوں، وہاں پر ہیلتھ انشورنس اور گاڑی کی انشورنس کروانا لازمی ہے، کیا ایسی صورت میں مجھے انشورنس کروانے کی اجازت ہے؟ اور ایسی صورت میں اگر میری گاڑی کو کچھ نقصان پہنچتا ہے تو کیا میں اپنی گاڑی کو انشورنس سے رپئیر کروا سکتا ہوں، یونہی اگر میں بیمار ہوتا ہوں، تو کیا میں انشورنس سے اپنی بیماری کا علاج کروا سکتا ہوں، جبکہ ایسی جگہیں اور ہسپتال موجود ہیں جہاں بغیر انشورنس کے بھی گاڑی کا کام اور اپنی بیماری کا علاج کروایا جا سکتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

ہیلتھ انشورنس اور کار انشورنس میں سے ہر ایک ناجائز و حرام اور گناہ ہے کہ یہ جوئے کی صورت ہے، وہ اس طرح کہ اس میں اپنی رقم کو خطرے پر پیش کیا جاتا ہے، یعنی اگر بیمار ہوئے تو ہیلتھ انشورنس کی صورت میں اپنی جمع کروائی گئی رقم سے زیادہ خرچے پر علاج ہو جائے گا، ورنہ جمع کروائی گئی رقم بھی واپس نہیں ملے گی، یونہی کار انشورنس کروانے کی صورت میں اگر کار کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آیا اور کار کو نقصان پہنچا، تو یہ نقصان کمپنی کو بھرنا ہو گا، اور اس طرح پالیسی ہولڈر کا فائدہ ہو جائے گا کہ اسے کم پیسہ دے کر نقصان ہونے کی صورت میں زیادہ رقم کے ساتھ نقصان کی تلافی حاصل ہو جاتی ہے، اور اگر کار کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، تو اس صورت میں جمع کروائی گئی رقم پالیسی ہولڈر کو واپس نہیں ملتی اور اس کی ساری رقم ضبط ہو جاتی ہے اور یوں کمپنی کا فائدہ ہو جاتا ہے اور یہی جُوا ہے جو کہ قرآن و حدیث کی رُو سے ناجائز و حرام ہے، لٰہذا عام حالات میں ہیلتھ انشورنس یا کار انشورنس کروانے کی ہرگز اجازت نہیں۔

البتہ جو شخص ایسے ملک میں رہتا ہو جہاں انشورنس کروانا لازمی ہو، اور اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو، تو وہاں بامرِ مجبوری ایسا شخص معذور ہے، اور اس صورت میں اگر وہ انشورنس کروائے، تو وہ گنہگار نہیں ہو گا، مگر اس صورت میں

بھی ایسا شخص صرف انشورنس کمپنی سے اُسی قدر میڈیکل کی سہولت اٹھا سکتا ہے، جو اس نے انشورنس کی مد میں جمع کروائی ہے، اِس سے زیادہ فائدہ اٹھانا، جائز نہیں، یونہی کار کی ریپئیرنگ وغیرہ کا خرچہ بھی اسی رقم کی بقدر کروا سکتا ہے، جو اس نے جمع کروادی ہے، اگر اس سے زائد کا خرچہ ہو، تو پھر اس کمپنی سے ٹھیک نہیں کروا سکتا، کہ یہ جوئے کے ذریعے زائد رقم کا نفع حاصل کرنا ہے جو کہ حرام اور دوسروں کا مال باطل طریقے سے کھانا کہلاتا ہے۔ ہاں اگر یہ انشورنس کسی کافر کمپنی سے کروائی گئی ہو، تو ایسی صورت میں بیمار ہونے، یا کار ریپئیرنگ میں اپنی جمع کردہ رقم سے زائد رقم کا نفع حاصل کرنا بھی جائز ہو گا، کیونکہ فی زمانہ عمومی طور پر کفار حربی ہیں، اور کافر حربی کا مال و منافع مباح ہوتے ہیں، اُسے دھوکا دیئے بغیر جس طریقے سے بھی اس کا مال حاصل ہو، مسلمان کے لیے حلال ہوتا ہے، لیکن صاحبِ وجاہت اور دیندار افراد جن کو لوگ اپنی نافہمی کے سبب، اس طرح کا معاملہ کرنے پر بُرے نام سے مشہور کریں، اُن کو اس طرح کافر انشورنس کمپنی سے بھی منافع حاصل کرنے سے بچنا چاہیے کہ جس طرح بُرے کام سے بچنا ہوتا ہے، اسی طرح بُرے نام سے بھی بچنا چاہیے۔

واضح رہے کہ کافر کمپنی سے انشورنس میں زائد رقم و منافع کا حاصل کرنا، اگرچہ جائز ہے، مگر کافر کمپنی سے بھی انشورنس کروانے کی شرعاً اجازت نہیں، کیونکہ یہ جُوا ہے جس میں مسلمان کو نفع ملنا غالب نہیں، بلکہ جہاں زائد رقم سے فائدہ حاصل ہونے کا امکان ہے، وہیں سارا مال چلے جانے اور نقصان ہونے کا بھی امکان ہے اور ایسا عقدِ فاسد جس میں مسلمان کے نقصان کی صورت ہو سکتی ہو، تو وہ مسلمان اور کافر کے درمیان بھی جائز نہیں ہوتا، ہاں جو مجبور ہے وہ معذور ہے، اور اس کا حکم اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔

جوئے کے ناجائز و حرام اور بہت بڑے گناہ ہونے کے بارے میں رب تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِؕ-قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ٘-وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ﴾ ترجمہ کنز العرفان: ”آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تم فرمادو: ان دونوں میں کبیرہ گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ دنیوی منافع بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ بڑا ہے۔“ (پارہ 02، البقرۃ: 219)

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ترجمہ کنز العرفان: ”اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور قسمت معلوم کرنے کے تیر ناپاک شیطانی کام ہی ہیں، تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (پارہ 07، المائدۃ: 90)

مسند احمد کی حدیث مبارک ہے: ”عن ابن عباس، عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن اللہ حرم علیکم الخمر والمیسر والکوبة وقال کل مسکر حرام“ ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوا اور کوبہ (ڈھول) حرام کیا اور فرمایا: ہر نشے والی چیز حرام ہے۔ (مسند احمد، جلد 4، صفحہ 381، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

تبیین الحقائق میں ہے: ”القمار من القمر الذی یزداد تارة، وینقص اخری، وسمي القمار قمارا لان کل واحد من المقامرین ممن یجوز ان یذھب مالہ الی صاحبہ، ویجوز ان یستفید مال صاحبہ۔۔۔ وھو حرام بالنص“ ترجمہ: قمار قمر سے مشتق ہے، جو کبھی بڑھتا ہے اور کبھی کم ہوتا ہے، قمار کو قمار اس لیے کہا جاتا ہے کہ جوئے بازی کرنے والوں میں سے ہر ایک کے لیے یہ امکان ہوتا ہے کہ اس کا مال، دوسرے کے پاس چلا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرے کا مال حاصل کر لے، اور یہ نص کی وجہ سے حرام ہے۔ (تبیین الحقائق، جلد 6، صفحہ 227، مطبوعہ قاھرة)

مبسوط سرخسی میں ہے: ”ثم ھذا تعلیق استحقاق المال بالخطر وھو قمار والقمار حرام فی شریعتنا“ ترجمہ: پھر یہ مال کے مستحق بننے کو خطرے پر معلق کرنا ہے، اور یہ جوا ہے اور جوا ہماری شریعت میں حرام ہے۔ (مبسوط سرخسی، جلد 7، صفحہ 76، دار المعرفہ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں: ”یہ نرا قمار ہے۔ اس میں ایک حد تک روپیہ ضائع بھی جاتا ہے اور وہ منافع موہوم، جس کی امید پر دَین اگر ملے بھی، تو کمپنی بیوقوف نہیں کہ گرہ سے ہزار ڈیڑھ ہزار دے، بلکہ وہ وہی روپیہ ہوگا جو اوروں کا ضائع گیا اور ان میں مسلمان بھی ہوں گے، تو کوئی وجہ اس کی حلت کی نہیں۔“ (فتاوی رضویہ، جلد 17، صفحہ 381، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی اعظم پاکستان مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ہر قسم کا بیمہ ناجائز ہے۔ اسلام کا قاعدہ یہ ہے کہ جو کسی کا مالی نقصان کرے گا وہی ضامن ہوگا، اور بقدر نقصان تاوان دے گا، قرآن کریم میں ہے: ﴿فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ﴾ (یعنی جو تم پر زیادتی کرے تم اس پر زیادتی کر لو (لیکن) اسی قدر جتنی زیادتی اس نے تم پر کی ہو) (سورہ بقرہ، پارہ 2، آیت 194) لہٰذا چوری، ڈکیتی، آگ لگنے اور ڈوبنے وغیرہ کا بیمہ ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ جب مال کا نقصان انشورنس کمپنی نے نہیں کیا، تو وہ تاوان کیوں دے گی؟“ (وقار الفتاوی، جلد 1، صفحہ 240، بزم وقار الدین، کراچی)

اگر ایسا ملک ہو جہاں انشورنس کروانا لازمی ہو، اور اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو، تو وہاں ضرورت کے پیش نظر انشورنس کروانے کی اجازت ہو گی، الاشباہ والنظائر میں ہے: ”الضرورات تبیح المحظورات“ ترجمہ: ضرورتیں ممنوع امور کو جائز کر دیتی ہیں۔ (الاشباہ والنظائر، صفحہ 87، مطبوعہ کراچی)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: ”لو اضطر إلی دفع رشوۃ لإحیاء حقه جاز له الدفع“ ترجمہ: اگر کوئی شخص اپنے حق کو حاصل کرنے کے لیے رشوت دینے میں مجبور ہو، تو اس کے لیے رشوت دینا جائز ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار، جلد 7، صفحہ 266، دار المعرفہ، بیروت)

مگر اس صورت میں بھی پالیسی ہولڈر کو انشورنس کمپنی سے اپنی جمع کروائی گئی رقم سے زائد رقم کا علاج، یا کار رپئیرنگ کا نفع حاصل کرنا، ناجائز و حرام رہے گا کہ یہ باطل طریقے سے کسی کے مال کو حاصل کرنا ہے، جس کی ممانعت قرآن عظیم میں وارد ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ ترجمہ کنز العرفان: ”اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔“ (پارہ 02، البقرۃ، آیت: 188)

تفسیر قرطبی میں ہے: ”والمعنی: لا یاکل بعضکم مال بعض بغیر حق، فیدخل فی ھذا: القمار والخداع والغصوب۔۔ وغیر ذلک“ ترجمہ: اور (آیت کا) معنی یہ ہے کہ تم میں سے کوئی بھی ناحق طریقے سے دوسرے کا مال نہ کھائے، لہذا اس (باطل طریقے سے مال کھانے میں) جوا، دھوکا دہی، غصب وغیرہ سب داخل ہیں (اور ان سب کے ذریعے دوسروں کا مال کھانا حرام ہے)۔ (تفسیر قرطبی، جلد 2، صفحہ 338، دار الکتب المصریۃ، القاھرۃ)

آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں: ”اس آیت میں باطل طور پر کسی کا مال کھانا حرام فرمایا گیا، خواہ لوٹ کر یا چھین کر، چوری سے یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے یا رشوت یا جھوٹی گواہی یا چغل خوری سے یہ سب ممنوع و حرام ہے۔“ (تفسیر خزائن العرفان، سورۃ البقرہ، پارہ 02، آیت 188، صفحہ 63، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

کافر سے برضائے کافر جوئے میں زائد رقم و زائد منافع کا حصول شرعاً جائز ہے کہ کافر حربی کا مال مسلمان کے لیے مباح ہے، چنانچہ سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: ”یہاں تک کہ علماء نے تحصیلِ مال مباح جس میں پہلے سے اس کا کوئی حق مستقر نہیں بحیلہ نام طرق ممنوعہ مثل ربا و قمار وغیرہما جائز رکھی بشرطیکہ وہ طریقہ صاحب مال کی رضامندی سے برتا گیا یعنی غدر سے پاک وجدا ہو“ کما نصوا علیه فی ربا

المستامن ومقامرة الاسير فی ردالمحتار عن السیر الکبیر وشرحه اذا دخل المسلم دار الحرب بامان فلا باس بان یاخذ منھم اموالھم بطیب انفسھم بای وجه کان لانه انما اخذ المباح علی وجه عری عن الغدر فیکون طیبا له والاسیر والمستامن سواء حتی لوباعھم درھما بدرھمین او میتة بدراھم **أو اخذ مالا منھم بطریق القمار فذٰلک کله طیب له**" ملخصاً۔ جیسا کہ فقہاء نے مستامن کے سود اور قیدی کے جوا کے بارے میں اس پر نص فرمائی ہے، ردالمحتار میں سیر کبیر اور اس کی شرح کے حوالے سے مذکور ہے جب کوئی مسلمان امان لے کر دارالحرب میں داخل ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ حربیوں کا مال ان کی رضامندی سے کسی بھی طریقے سے لے، کیونکہ اس نے مال مباح ایسے طریقے سے لیا جو کہ دھوکہ سے خالی ہے، لہٰذا یہ اس کے لئے حلال ہے، قیدی اور مستامن برابر ہیں، یہاں تک کہ اگر کسی نے ان پر دو درہموں کے عوض ایک درہم بیچا، یا کچھ درہموں کے عوض مردار بیچا، **یا جوئے کے ذریعے ان کا مال لے لیا تو یہ سب اس کے لئے حلال ہے۔**" (فتاوی رضویہ، جلد17، صفحہ310، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن کفار سے غدر (دھوکا) وبدعہدی کیے بغیر ان کا مال لینے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: "جو کافر نہ ذمی ہو نہ مستامن سوا غدر (دھوکا) بدعہدی کے کہ مطلقاً ہر کافر سے بھی حرام ہے، باقی اس کی رضا سے اس کا مال جس طرح ملے، جس عقد کے نام سے ہو، مسلمان کے لیے حلال ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد17 صفحہ348، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

صاحب وجاہت اور دیندار افراد کو کافر کمپنی سے حاصل ہونے والے منافع حاصل کرنے سے بچنا چاہئے تاکہ لوگ انہیں برے نام سے مشہور نہ کریں، جیسا کہ فتاوی رضویہ ہی میں مزید فرمایا: "ہاں جو مال غیر مسلم سے کہ نہ ذمی ہو نہ مستامن بغیر اپنی طرف سے کسی غدر اور بدعہدی کے ملے، اگرچہ عقود فاسدہ کے نام سے اسے اسی نیت سے، نہ بہ نیت ربا وغیرہ محرمات سے، (تو وہ مال) لینا جائز ہے، اگرچہ وہ دینے والا کچھ کہے یا سمجھے، کہ اسکے لئے اس کی نیت بہتر ہے، نہ کہ دوسرے کی، لکل امرء ما نوی (ہر شخص کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی)۔ **پھر بھی جس طرح برے کام سے بچنا ضرور ہے، برے نام سے بچنا بھی مناسب ہے ایاک وبالسوء الظن (بدگمانی سے بچ۔)**" (فتاوی رضویہ، جلد17، صفحہ325، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

مسلمان اور کافر کے درمیان عقد فاسد میں یہ شرط ہے کہ وہ عقد مسلمان کے لیے فائدہ مند ہو، ورنہ اگر مسلمان کے نقصان کا پہلو ہو تو جائز نہیں، چنانچہ ردالمحتار علی الدرالمختار میں ہے: "والقمار یفضی الی أن یکون مال الخطر للکافر بأن یکون الغلب له فالظاھر أن الاباحة بقید نیل المسلم الزیادة وقد ألزم الأصحاب في

الدرس أن مرادهم في حل الربا والقمار ما إذا حصلت الزيادة للمسلم نظرا إلى العلة"ترجمہ: جوئے میں (کبھی) خطرے والا مال کافر کا ہو جاتا ہے، اس طور پر کہ غلبہ اسے حاصل ہو جاتا ہے، تو ظاہر یہ ہے کہ (جوئے کا) حلال ہونا مسلمان کو اضافی مال ملنے کی قید کے ساتھ ہے۔ اور اصحاب نے درس میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ فقہاء کے (مسلمان اور کافر کے درمیان) سود اور جوئے کو حلال کرنے سے مراد یہ ہے کہ جب اضافی مال مسلمان کو حاصل ہو، علت کی طرف نظر کرتے ہوئے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، جلد7، باب الربا، صفحہ442، دار المعرفۃ، بیروت)

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی امجدیہ میں انشورنس کی ایک صورت کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "یہاں دو صورتیں ہیں: مر جاتے ہیں تو ورثہ کو پوری وہ رقم جو معین کی گئی ہے ملتی ہے، اگرچہ کل رقم جمع نہ کی ہو اور یہ ایک صورت فائدہ کی ہے، مگر دوسری صورت کہ کسی وجہ سے رقم جمع کرنا بند کر دیا، تو جو کچھ جمع کیا ہے وہ بھی پورا نہیں ملتا، یہ صورت سراسر نقصان کی ہے اور کفار سے اس طرح پر عقد فاسد کے ذریعہ رقم حاصل کرنے میں جواز اُسی وقت ہے جبکہ نفع مسلم کا ہو۔" (فتاوی امجدیہ، جلد3، صفحہ238، مکتبہ رضویہ، کراچی)

بہار شریعت میں ہے: "عقد فاسد کے ذریعہ سے کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر حربی کے ساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لیے مفید ہو۔" (بہار شریعت، جلد 2، حصہ11، صفحہ775، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم